Digitized by Khilafat Library Rabwah.

اشاعة السنة النبوية

علی صاحبها الصلوة والتحیة

نمبر سوم — جلد پنجم

معہ

ضمیمہ متضمن مسایل مذہب محدثین اہل السنة

بابت ربیع الثانی سنہ ۹۹ مطابق مارچ سنہ ۱۸۸۲ء

درجات و مراتب قیمت: درجہ	مرتبہ	تفصیل خریداران بشرح مراتب	قیمت سالانہ: بابت رسالہ	بابت ضمیمہ
۱	خاص قیمت	اسلامی ریاستون کے نواب اور رئیس	۲۴ للو عہ	لے
۲	"	گورنمنٹ انگریزی و معزز عہدہ داران گورنمنٹ و عامہ اغنیا و لائبریری و سوسائٹیہا	عہ	لے
۳	عام قیمت	متوسط اہل وسعت	لے	عہ ۸ر
۴	رعایتی قیمت	کم وسعت جو دس روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی نرکہین اور سالانہ پیشگی داخل کرین	لے	۱۲ر
	للاہی قیمت	جو دس روپیہ ماہوار کی آمدنی نرکہین مگر علمیت رکہین اور اشاعت کرین	ثواب آخرت	دعاے خیر

اشتہار

ہمکو ایک ایسی لایق منشی و معلم کی ضرورت ہی جو خط لکہنے اور خط کا جواب دینے و حساب مین پوری مہارت رکہتا ہو اور تعلیم مین ایسی لیاقت کہ فارسی کی وسطی کتابین گلستان بوستان وغیرہ بخوبی پڑہا سکتا ہو اردو کا فارسی مین فارسی کا اردو مین بامحاورہ ترجمہ کرانا اور اسطرز سے جو آجکل مروج ہی بچونکو پڑہانا جانتا ہو اور دستخط بہی اچہا رکہتا ہو۔ تنخواہ بالفعل عہ دیجائیگی بشرط ترقی کارگذاری ترقی کیجائیگی بصورت کمی کسی وصف کی منجملہ صفات مذکور اسیقدر کمی ہوگی۔

المشتہر مہتمم

التماس

خریداران اشاعة السنہ سے جو صاحب ہمیشہ بلا طلب زر پیشگی عنایت فرمایا کرتے تہے انکو ہم صرف انکی سابق عنایت یاد دلاتے ہین اور جو مطالبہ پر بہی سو رہے ہین انکو جگاتے ہین وہ حضرات آنکہہ کہولین سنہ ۸۲ء بہی نصف گذر چکا ہی اور سہ ماہی کا پرچہ رسالہ و ضمیمہ بہی انکو مل چکا ہی ابتک اونہون نے سنہ ۸۱ء بلکہ بعض حضرات نے سنہ ۸۰ء کا فیصلہ نہین کیا اب وہ خواب غفلت سے بیدار ہو جاوین اور نام بنام پکارنیکی نوبت نہ آنے دین۔ ورنہ ہم پرچہ آیندہ مین کسی نہ کسی صورت اور پیرایہ مین انکے نام بتائینگے

المتمس مہتمم

مطبع ریاض ہند امرتسر مین چہپا

اشتہار

(دفعہ دوم)

مقدمات عشرہ اثبات نبوت جنکی تمہید مین ہم ۱۲۹۶ھ ہجری مطابق ۱۸۷۹ء سے لگ رہے تھے تمام ہوئے۔ اب ہم اصل مدعا کے اثبات کے درپے ہونا چاہتے ہین ولیکن قبل شروع بحث اپنے ناظرین (موافقین ومخالفین) کی خدمت مین یہہ التماس کرنا ضروری سمجھتے ہین کہ جن صاحبونکو ہمارے اِن مقدمات مین (ناصحانہ یا مخاصمانہ) کلام ہو وہ قبل از شروع مقصود اسکو طے کرلین اثناء بحث مقصود مین کسی مقدمہ پر کسی شخص کا کسی قسم کا اعتراض نہ سنا جاویگا۔ بلکہ اُن مقدمات کو بطور دلایل قطعیہ مسلمہ تائید مدعا کے لئے پیش کیا جاویگا اور ہر کسیکو انکا تسلیم کرنا واجب ہوگا تمہید مقدمات صرف اسیغرض سے ہوتی ہے کہ مقدمات بطور اصول موضوعہ وعلوم متعارفہ فریقین مین مسلم قرار دیے جاوین اور نظریات اختلافہ کے فیصلہ کے لئے وہ بمنزلہ ایک حکم اور دلیل کے کام آوین وہ مقدمات معروض ذیل ہین اور اُن کے دلایل و تفاصیل اشاعۃ السنہ (جلد ۲ و ۳ و ۴ و ۵) کی متعدد پرچون مین موجود ہین جنکے پاس وہ پرچے نہون وہ جس مقدمہ مین امعان نظر وکلام کرنا چاہین اسمقدمہ کا متضمن ہر چہ راقم سے طلب فرماوین۔ یہہ اشتہار دو یا تین مرتبہ چھاپا جاویگا اس اثنا مین کسیسے اِن مقدمات کی نسبت کچھہ اعتراض نہ کیا تو اِن مقدمات کو اصول مسلمہ قرار دیا جاویگا

(مقدمہ اولی) خدا تعالی قیوم عالم موجود ہے (۲) خدا تعالی کی حقیقت ذات وصفات کا عامہ خلایق کو علم نہین ہے (۳) ہر چیز موجود کے لئے محسوس ہونا ضروری نہین (۴) محال ومجہول الکنہ مین فرق ہے اول کے وجود کا انکار جایز بلکہ لازم۔ ثانی ہے انکار ناجایز (۵) موجودات عالم سے جو چیز انسان کے حواس خمسہ مین نہ آوے انسان اسکو بقوت انسانی جان نہین سکتا (۶) انسان اپنی ملکی طاقت سے ایسی چیزین بھی جان سکتا ہے جو حواس خمسہ مین نہ آوین (۷) انسان اپنی فطرت سے نیک و بد کرنے نہ کرنے کا مامور ہونا چاہتا ہے (۸) مبدء فیاض (خداوند قیوم عالم) مین بخل نہین (۹) روح بہ نسبت جسم اِن بخل کا محل نہونیکے زیادہ لایق ہے (۱۰) منجملہ اسباب علم موجودات ایک خبر صادق بھی ہے۔

التماس جملہ اہل اسلام وعلمای ملکی وغیرہ خصوصاً اہل اسلام وعلمای الخصوص جنکا دلین اشاعۃ السنہ کی خدمت مین التماس ہے کہ بنظر احقاق حق واصلاح وبرہان خلایق اس اشتہار کو ایک ہفتہ تک پڑھکر اپنی رائے سے راقم کے پاس بھیجدین۔ الملتمس ایڈیٹر اشاعۃ السنہ

اتفاق اہل اسلام

للہ الحمد کہ آن چیزکہ خاطر میخواست۔ آخر آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید

خدا تعالی کا ہزاران ہزار شکر ہے کہ اہل اسلام کے اتفاق نے جس کے تمنا ولقاے مین ہم مدت سے تہے اور سال گزشتہ سے اسکی تائید مین مصالحت آمیز اور اتفاق انگیز مضامین (مذہبی اشاعت (ضمیمہ اشاعۃ السنہ نمبر ۸ جلد ۳ مین) اشاعت مذہب اسلام (ضمیمہ نمبر ۱ جلد ۳ مین) وعلی ہذا القیاس) لکہہ رہے تہے جلوہ دکہایا اور ترقی خواہان اسلام کا شجرہ آرزو مراد پہل لایا۔

دہلی مین عاملین بالحدیث وعاملین بالفقہ دونون فریق کے علماء کا اسپر اتفاق ہوا ہے کہ فریقین کے لوگ مسایل فرعیہ خلافیہ (رفع الیدین۔ آمین بالجہر وغیرہ) کے سبب آپسمین بغض وعناد وفساد وبہ پانر کہین بلکہ بجاے اسکے محبت واتفاق پیدا کرین ان مسایل مین ہر ایک شخص اپنے مذہب کے موافق عمل رکہے دوسرے کے فعل پر طعن وتوہین عمل مین نلاوے ایک دوسرے کے پیچہے نماز مین اقتدا کرے۔ ان امور کے اختلاف سے ایک دوسرے کے پیچہے نماز پڑہنے سے انکار نہ کرے۔

ایک فریق کے مساجد مین دوسرے فریق کے لوگ نماز پڑہین کوئی کسی مسجد سے نماز پڑہنے سے روکا نہ جاوے۔

یہ اتفاق اس سخت ونازیبا اختلاف کے بعد ہوا ہے جس پر ہمنے اشاعۃ السنہ نمبر ۶ جلد ۱۴ کے صفحہ ۱۸۶ مین افسوس ظاہر کیا تہا۔ الحمد للہ اس فساد کا دروازہ بند ہوا اور بجاے اسکے اس اتفاق معدن اصلاح ووفاق کا نشان قایم ہوا۔

طرفہ یہہ کہ یہہ مصالحت بطور معاہدہ تحریر مین آئی اور محکمہ کمشنری مین داخل ہوکر تصدیق ہوئی۔

اسمین ہم مسٹر نیگ صاحب کمشنر قسمت دھلی کے بھی دل سے شکر گذار ہین جنہون نے
اسمین اتفاق کی ترغیب دینے مین پرائیویٹ طور پر سعی کی اور مسلمانون کو انکی دینی معا
مین پوری مدد دی -

آیسا ہی لاہور کے سرامد علماء فریقین (اہلحدیث واہل فقہ) نے اسپر اتفاق کیا
اور اس باب مین فتوی تحریر کیا ہے کہ رفع یدین وآمین بالجہر مفسد نماز ومانع اقتدا نہین
ہے - حنفی لوگ جنکی مذہب مین یہہ امور مسنون نہین ہین بلا تردد اُن اہلسنت عاملین بالحدیث
کے پیچھے نماز پڑہین جو ان امور کو عمل مین لاتے ہین -

ہم اسمقام مین اُن دونون شہرون کی تحریرات کو معرض نقل مین لاکر ہدیہ ناظرین کرتے
ہین - اسکے بعد ان تحریرات کے نتیجہ سے اور موضع کے علماء وعوام وسول کے حکام کو جنکو
ہمیشہ آمین رفع یدین کے سبب مسجدون مین نماز پڑہنے نہ پڑہنے کے مقدمات درپیش رہتے
ہین مطلع کرینگے -

نقل تحریر اتفاق ومصالحت علماء دہلی مدخلہ ومصدقہ عدالت کمشنری

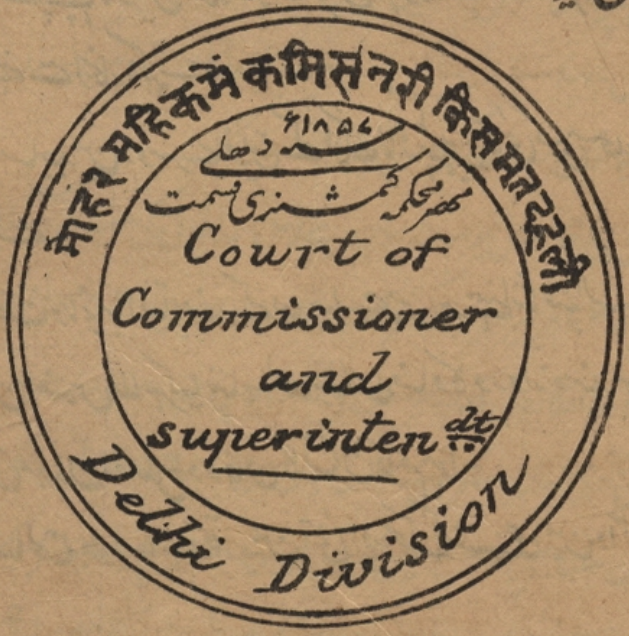

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ علی رسولہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین اما بعد چونکہ دہلی

چونکہ دہلی و دیگر امصار مین اکثر نافہم لوگون نے مسایل فروعیہ مین تنازعات یعنی برپا کرکے
طرح طرح کے اشتہار و رسایل مشتہر کئے ہین بارہا وہ اشتہار و رسایل ہمارے نظر
سے گذرے ہرچند بطور خود اسکا انتظام و امتناع چاہا مگر نادان لوگ باز نہ آے اور خفیف
امور پر نوبت بعداوت پہنچائی ہر ایک فریق اپنے مخالف فریق کو گمراہ اور خارج از
اہلسنت والجماعت تقریرًا و تحریرًا کہنے لگا - اور باہم فساد اور عناد بڑہتا گیا - اور یہانتک
فساد سے اور بلاد و قصبات مین بہی نزاع و تکرار بین المسلمین واقع ہوی اور نوبت
بفوجداری پہنچی - حالانکہ یہہ اختلاف سلف صالحین سے چلا آیا ہے اور صحابہ کرام
اور مجتہدین عظام مین فروعی مسایل مین اختلاف رہا ہے لیکن باوجود اختلاف کے اُن
حضرات مین بغض و عناد و فساد نہ تہا - ایک دوسرے کو خارج از اہلسنت والجماعت
نہ سمجہتا تہا اور آپسمین محبت و اتحاد تہا اور آجکل لوگ اُنہین فروعی مسایل کے اختلاف
کے سبب اتفاقی حرمتون مین مبتلا ہورہے ہین - کیونکہ ضد - اور کینہ - اور غیبت اور
عداوت - اور فساد بالاتفاق حرام ہے - جن مسایل مختلف فیہ مین اختلاف ہی وہ یہہ
ہین - نجاست آب - آمین بالجہر فی الصلوۃ - رفع الیدین فی الصلوۃ - رفع سبابہ و دیگر
مسایل اختلافیہ - بعض نے انکو حرام سمجہا - اور بعض نے سنن موکدہ - غرضکہ جادہ اعتدال
سے گذر گئے - ایک فریق دوسرے فریق کے افعال نماز مین طعن و توہین سے پیش نہ آوے
اور نماز ایک فریق کی دوسرے کے پیچہے بشرط عایت عدم مفسدات جایز ہے - پس
جو شخص کہے اسکو منع نہ کیا جاوے اور اس کے پیچہے بلاشبہ نماز پڑہنی چاہیئے - اور
جو نکہے اُسپر اعتراض نہ ہو - اور فاعل افعال مذکورہ اُسکے پیچہے نماز پڑہے اور آپسمین
محبت اور اتحاد رکہین - کوئی کسیکو بُرا اور بد مذہب نجانے - مساجد مین کسی فریق
کا کوئی فریق فریقین سے مانع و مزاحم نہ ہو جیساکہ طریقہ سلف کا تہا - اور عمل دارامد متقدمین
کا رہا ہے - عامل بالحدیث اپنے طور پر عمل کرے اور عامل بالفقہ اپنے طور پر - ہر ایک مسجد مین

ہر ایک اپنے عمل بجالانے کا مجاز و مختار ہے - پس ہم سب اس بات کو اشتہار دیتے ہین
کہ ہر واعظ اپنے وعظ مین دلایل تکراری و مسایل اجتہادی وغیرہ بیان نہ فرماوین - البتہ
وقت تدریس حدیث شریف کے اسکے دلایل - اور کتب فقہ کی تدریس کے وقت اسکے دلایل
بیان کئے جاوین - اور طعن و تشنیع نکیا جاوے علی ہذا القیاس ہر موقع تحریر پہ سوائے
دلایل کتب کوئی بات خلاف تہذیب نہ لکھی جاوے - اور اب جو شخص کوئی اشتہار یا کتاب
ایسے مضمون کا شایع کرے جسمین مذاہب ایمہ اربعہ یا محدثین علیہم الرضوان کی توہین شرعی
ہو اسکے تدارک کی حکام والاشان سے استدعا کیجاوے - غرض کہ جو آفات و افساد اشتہارات
و رسایل و تکرار امامت و اقتدا سے ہو رہی ہین انکا انسداد بخوبی ہونا چاہیئے کہ آیندہ
ایسے تنازعات پیدا نہ ہون - اور مسلمانون کے قلب سے کینہ و عداوت بالکل جاتا رہے -
اور جس شخص کو کسی مسئلہ کا دریافت کرنا منظور ہو اسکو اختیار ہے کہ خلاف وقت وعظ
جس مولوی صاحب سے اسکو عقیدت ہو دریافت کرلے - اور یہہ بہی اختیار ہے کہ کسی دوسرے
مولوی سے بہی دریافت کرلے لیکن منازعت و تکرار نہ کرے -

تحریر بتاریخ بست و ششم ذیقعدہ روز جمعہ سنہ ۱۲۹۸ء

اہم فن مناظرہ

محمد غلام اکبر خان ۱۲۸۹ سنہ محمدی السنی

منصور انہ کان ۱۲ ۹۸

محمد حبیب اللہ ابو الخیرات ۱۲ ۹۸

العابدین ابو محمد زین ۱۲ ۹

محمد یعقوب ۱۲۸۶ سنہ

شرع رسول اللہ ۱۲۹۱ سنہ محمد ابراہیم خان خادم قاضی القضا

محمدی السنی محمد حمایت اللہ جلیسری ۱۲۹۴

الحق محمد عبد مدرس مدرسہ فتحپور

زین العابدین احمد محمد ۹۴ ۱۲

سید محمد نذیر حسین ۱۲۸۱

الثقلین محمد حسین تلطف ۱۲۹۲ خادم شریعت رسول

سید کونین ز شرف سید شریف حسین ۱۲۹۳

حفیظ اللہ
حسبنا اللہ بس حفیظ اللہ

ابو الخیر محمد یونس ۱۲۹۷

عاشق علی

حسن علی

محمد اسحاق ۱۲۹۳ ۱۲۱

محمد جمیل ۱۲۹۸

محمد عبد الرب ۱۲۹۰

محمد عبد المجید
بقلم خود
مہتمم مدرسۃ القران

محمد شاہ
ہست در دو جہان

عبدہ محمد یوسف ۱۲۸۴

محمد عبد القادر
عبث امید وار شفاعت
۱۲۹۸

ابو نعیم محمد عبد الحلیم
لکھنوی عفی عنہ
بقلم خود

دستخط
محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ
مدرس مدرسہ اسلامیہ محمد عبد الرب
بقلم خود

عبد الجبار
بقلم خود

ابو محمد

سید لطف حسین

محمد علاؤ الدین ۱۲۹۱

محمد رحیم بخش
فہو المسعود سنہ ۱۲۷۹
امام مسجد فتحپوری دہلی

سید محمد امام نما ۱۲۶۶
مسجد جہان
امام جامع مسجد دہلی

مظفر الدولہ فیض رقم
حافظ محمد امیر الدین
علیخان بہادر روشن جنگ

دستخط
فقیر محمد یعقوب عفی اللہ عنہ
الذنوب ۔ ولد مولوی
کریم اللہ صاحب

سید محمد اسمعیل عفی عنہ
عظیم آبادی بہاری
بقلم خود

قادر بخش
بقلم خود

مہر
محمد عبد اللہ
مدرس مولوی عبد الرب

قادر بخش
بقلم خود

محمد عبد الرشید
بقلم خود
ولد مولوی عبد الحکیم

محمد سلیم اللہ بدایونی
بقلم خود

Signed and attested in my presence and approved by all

19/11/81 (Sd) G.G. Young

Comm

نقل تحریرات علماء لاہور

سوال رفع یدین وآمین مفسد نماز ہے یا نہین - اور جو امام رفع یدین وآمین بالجہر کرے اسکے پیچھے حنفی المذہب کی نماز درست ہوتی ہے یا نہین -

جواب رفع یدین بروایۃ صحیحہ مفسد صلوۃ نہین وفی العالمگیریۃ رفع الیدین لا یفسد اور یہی حال آمین بالجہر کا ہے اور حنفی المذہب کی نماز ایسے امام کے پیچھے جو اصول مین اسکا مخالف نہو اور فروع مین اسکا مخالف ہو جیسے شافعی مالکی حنبلی اور ان امور مین جو جواز صلوۃ کے لئے حنفیون مین ضروری ہین رعایۃ کرتا ہو درست ہے وفی رد المحتار وامّا الاقتداء بالمخالف في الفروع كالشافعي فيجوز مالم يعلم منه ما يفسد الصلوٰة على اعتقاد المقتدي وعليه الاجماع -

خلیفہ حمید الدین عفی عنہ

جواب ۲ رفع یدین وآمین مفسد نماز نہین - اور جو امام یہہ کام کرے اسکے پیچھے بالاتفاق نماز جایز ہے اور جو رفع یدین کو عمل کثیر سمجھا گیا اور بناء علیہ اسکو مفسد نماز ٹھہرایا گیا ہے یہہ حنفی مذہب مین شاذ قول ہے جسپر علماء کا فتوی واعتماد نہین ہے

درمختار مین عمل کثیر کے بیان مین کہا ہے وفيها خمسة اقوال اصحها ما لا يشك بسببه الناظر من بعيد في فاعله انه ليس فيها فلا تفسد برفع يديه في التكبيرات الزوايد على المذهب وما روي من الفساد فشاذ طحطاوی مین کہا ہے قوله فشاذ اي رواية ودراية لان المختار في العمل الكثير ما ذكرناه اهـ ما يقامه باليدين حلبي عن المنح - اور ملا علی قاری نے رسالہ اقتداء مخالف مین کہا ہے قال ابو اليسر اقتداء الحنفي بالشافعي غير جايز لما روي مكحول النسفي ان رفع اليدين في الصلوة عند الركوع والرفع منه مفسد لانه عمل كثير

قال ابن الهمام واخذ صاحب الهداية الجواز خلفهم من جهة الرواية وقد مر هذه لشذوذ وذلك وقد صرح بشذوذها في النهاية والمختار في تفسير العمل الكثير ما لوراه شخص من بعيد ظنه انه ليس في الصلوة وفي الذخيرة رفع اليدين لا يفسد الصلوة وكذا في جامع الفتاوى ان مفسدها لم يعرف قرية فيها ورفع اليدين في الوتر والعيدين سنة اجماعًا اور مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی نے اپنے رسالہ فوايد بہیہ مین امام عصام بن یوسف سے (جو حنفی اما مون سے ہین اور امام ابو یوسف کے شاگرد) نقل کیا ہے کہ وہ نماز مین رفعیدین کیا کرتے - پھر کہا ہے کہ انکے فعل سے معلوم ہوا کہ حنفی مذہب مین رفع یدین نماز کا مفسد نہین تھی اور اس فعل سے حنفی اپنے مذہب سے خارج نہین ہوتا چنانچہ کہا ہے وفی طبقات القاری عصام بن یوسف روی عن ابن المبارك والثوری وشعبة وكان صاحب حديث يرفع يديه عند الركوع وعند الرفع الراس منه انتهى قلت يعلم منه لبطلان رواية مكحول عن ابي حنيفة ان من رفع يديه في الصلوة فسدت صلوته التي اغتر امير كاتب الاتقاني بها كما مر في ترجمته فان عصام بن يوسف وكان من ملاذمي ابي يوسف وكان يرفع فلو كان لتلك الرواية اصل لعلم بها ابو يوسف وعصام وسياق التفصيل في بطلان تلك الرواية في ترجمة مكحول انشاء الله تعالى ويعلم ايضًا ان الحنفي لو ترك في مسئلة مذهب امامه لقوة دليل خلافه لا يخرج به عن ربقة التقليد في صورة ترك التقليد الا ترى الى ان عصام بن يوسف ترك مذهب ابي حنيفة في عدم الرفع ومع ذلك هو معدود في الحنفية ويؤيده ما حكاه اصحابنا الفتاوى المعتمدة من اصحابنا من تقليد ابي يوسف يوما الشافعي في طهارة القلتين -

یہہ رفعیدین کی نسبت علماء کے اقوال ہین ایسا ہی آمین وغیرہ امور جو ایک مذہب مین

سنت ہین اور دوسرے مین مکروہ سمجھے جاتے ہین علماء نے کہا ہے کہ ایسے افعال کرنیوالے کے پیچھے حنفی کی نماز درست ہے ملا علی قاری نے رسالہ اقتداء مخالف مین کہا ہے۔ ثم الموضع المهتمة للمراعات فی حق المخالف ان یتوضا من الفصد والحجامة وکذا وکذا الی ان قال واما مراعاة بعض الافعال التی هی سنة عند المخالف ومکروه عند غیره کرفع الیدین فی حالة الاستقال وکجهر البسملة واخفائها وبسط الیدین فی القنوت وغیرها فهذا وامثالها مما لا یمکن الجمع بینهما ولا یتصور الخروج من عهدة خلافهما فکل یتبع مذهبه ولا یمنع مشربه۔

حسین محمد ابو سعید ۱۲

قد اجاد واصاب فیما افاد واجاب
ابو عبد البر محمد غضنفر اللودیانی

الجواب ۳ رفع الیدین لا یفسد الصلوة انه من اعمال الصلوة کما ثبت بالاحادیث الصحیحة وکل ما کان من اعمال الصلوة لا یفسد الصلوة بل یصح الصلوة واما من قال من الحنفیة ان رفع الیدین عمل کثیر فقد اخطاء فان العمل الکثیر شرطه ان لا یکون من اعمال الصلوة بل یکون مما ینافی الصلوة ورفع الیدین من اعمال الصلوة فکیف یستقیم کونه عملا کثیرا فتدبر۔ وعلی هذا لا احتاج الی اختیار معنی من معانی العمل الکثیر وترجیح بعضها علی بعض کما ذهب الیه من ذهب من العلماء هذا هو طریق السداد ومن دونه خرط القتاد۔ کتبه محمد عبد الحکیم الکلانوری اللاهوری

المجیب مصیب محمد ابو عبد العزیز۔ العبد رحیم اللہ۔ قد اصاب من اجاب غلام اللہ قصوری

اس اتفاق و تحریرات کا نتیجہ جسکی طرف ہم خواص و عوام و رسول کے حکام کو توجہ دلانا چاہتے ہین یہہ ہے کہ دھلی و لاہور دونون شہر زمانہ قدیم سے اسوقت تک دار العلم و دار السلطنت چلے آئے ہین اور یہانکے علماء ہی اکثر بلاد ہندوستان و پنجاب مین فتوی و فیصلہ کے باب مین مستند و معتمد علیہ رہے ہین۔ پس جب یہانکے علماء فریقین نے ان مسایل خلافیہ رفع یدین و آمین وغیرہ مین یہہ اتفاق و فیصلہ کیا ہے تو اور شہر کے خواص و عوام کو تقلیدا خواہ تحقیقا انکی متابعت و موافقت

مسجدون مین منبر بنانے یا امام ہونے کی درخواست کرتے ہین) اس اتفاق کے موافق فیصلہ کرنا مناسب ہے کسی فریق کو کسی ۴ مسجد مین روکنا یا کسی مذہبی شعار سے کرنے نہ کرنے مین کوئی پابندی یا جبر کرنا جائز نہین بعض اضلاع کے دورہ سے معلوم ہوا تھا کہ بعض جگہ ایسا ہوتا ہے جو حکم مجسٹریٹ ابتدائی عدالت کو منسوخ کرنا پڑا۔

تکملہ

مضمون مصالحہ

اس معاہدہ و تحریرات مین جو رعایت مفسدات کی شرط لگائی گئی - اور اس شرط سے اقتدا مخالف کو بالاجماع صحیح کہا گیا ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ اگر امام اُن امور کی رعایت کرلیا کرتا ہے جو مقتدی کے اعتقاد مین مفسد نماز ہین - تو ایسے شخص کے پیچھے بالاتفاق اقتدا صحیح ہے - اور اسی شرط پر دہلی مین معاہدہ ہوا ہے اور اس پر علماء حنفیہ لاہور کا اتفاق ہے -

اِس تکملہ مین ہم یہہ بیان کرنا چاہتے ہین کہ اگر امام ایسا فعل کرے جو مقتدی کے خیال مین مفسد نماز ہو مثلاً امام فصد کرا کر بلا وضو جدید نماز پڑہا دے جسکو حنفی مقتدی مفسد نماز جانتا ہے یا شرمگاہ کو ہاتھہ لگا کر بلا تجدید وضو امام بنجاوے جس کو شافعی مفسد نماز خیال کرتا ہے تو ایسے امام کے پیچھے اس مقتدی مخالف کی نماز جایز ہوتی ہین (گو حنفیہ دہلی و لاہور کا اتفاق نہین ہے) سلف صالحین دایمہ مجتہدین دایمہ اربعہ وغیرہ کا کیا قول ہے ؟

ہمارے خیال مین سلف صالحین صحابہ و تابعین دایمہ مجتہدین کے نزدیک تو ایسے شخص کے پیچھے بھی مقتدی مخالف کی نماز ہو جاتی ہے - اور یہی امر حدیث صحیح سے ثابت ہے عدم جواز نماز صرف متاخرین کا قول ہے سو بھی اتفاقی نہین ہے - اکثر متاخرین قایل عدم جواز ہین - بعض انمین بھی قایل جواز اقتدا ہین - وہ کہتے ہین اِس باب مین امام کے اعتقاد کا لحاظ ضروری ہے کہ آیا جو فعل وہ کرتا ہے اسکو اپنے خیال مین صحیح سمجھتا ہے یا نہین اگر وہ اسکو صحیح سمجھتا ہے اور اسکی نماز اپنے اعتقاد مین درست ہے تو مقتدی کی نماز بھی اس کے پیچھے ہو جاتی ہے - کیونکہ ان مسایل اختلافہ مین خطا بالیقین ثابت نہین ہوتی جسپر مخالف کی نماز کو جسکو وہ اپنے نزدیک صحیح سمجھتا ہے باطل قرار دیا جاوے

کتاب درمختار مین (جو حنفی مذہب مین بڑی معتبر کتاب ہے) مسئلہ عدم جواز اقتداء

قال فی الدر المختار قلت وهذا (ای عدم جواز الاقتداء) بناء علی ان العبرة لرای المقتدی وهو الاصح وقیل لرای الامام وعلیه جماعة قال فی النهایة وهو اقیس وعلیه فیصح الاقتداء وان کان الاحتیاط

بصورت عدم رعایت امور مفسدہ بیان کرکے کہا ہے کہ اس عدم جواز کی بناء اسپر ہے کہ اس باب مین مقتدی کے اعتقاد کا اعتبار ہے - یہہ روایت اصح ہے - بعض کا قول ہے کہ امام کے اعتقاد کا اعتبار ہے اسپر ایک جماعت علماء کا اتفاق ہے - کتاب نہایہ مین کہا ہے کہ یہی قیاس کے موافق ہے

بناءً علیہ اقتداء امام مخالف جایز ہے اگرچہ وہ امور مفسدہ کے (رعایت سے) احتیاط نہ کرے -

طحطاوی نے شرح درمختار مین اکثر متاخرین سے مقتدی کے اعتقاد کا معتبر ہونا نقل

قال الطحطاوی بعد ما نقل عن الکفایة ان الاعتبار لرای المقتدی وقیل لرای الامام وعلیه الهندوانی وجماعة قال فی النهایة وهو اقیس وعلی هذا فیصح وان لم یحتط - وهکذا فی النهر الفایق

کرکے کہا ہے بعض متاخرین کے نزدیک اعتقاد امام کا اعتبار ہے اور اسی پر امام ہندوانی اور ایک جماعت ہے نہایہ مین ہے کہ یہی قیاس کے موافق ہے بنا بران مخالف امام کے پیچھے نماز درست ہے اگرچہ وہ احتیاط نکرتا ہو

ایسا ہی نہر الفایق مین ہے -

حموی نے شرح اشباہ والنظائر مین کہا ہے کہ ابوبکر رازی نے ذکر کیا ہے کہ حنفی کا اقتداء

ذکر ابوبکر الرازی ان اقتداء الحنفی فی الوتر بمن یسلم علی راس رکعتین یجوز ویصلی هو بقیة الوتر لان امامه لم یخرج بسلامه

سے اس شخص (شافعی وغیرہ) کے پیچھے جایز ہے جو وتر کی دو رکعت پر سلام پھیر دے حنفی مقتدی اسکے ساتھ ہی اپنی ایک رکعت

عنده لانه مجتهد فيه كما لو اقتدى بامام قد رعف وراى الامام انه لا ينقض وضوءه صح الاقتداء لان طهارة الامام صحيحة عنده وهو مجتهد فيه -

باقیماندہ پوری کرے کیونکہ اسکا امام اپنے خیال مین اس سلام سے نماز وتر سے خارج نہین ہوا کیونکہ یہہ امر اختلافی اجتہادی ہے - جیسے اگر وہ (حنفی مقتدی) اپنے امام کا اقتداء کرے جسکی نکسیر پھوٹے اور وہ بلا وضو جدید نماز پڑھ لے اور وہ یہہ اعتقاد رکھتا ہو کہ نکسیر سے وضو نہین ٹوٹتا تو اسکے پیچھے حنفی کی نماز درست ہے کیونکہ امام کا وضو اسکے اپنے اعتقاد مین قایم ہے - اور یہہ امر بھی اختلافی واجتہادی ہے (جسمین کسی جانب خطا کا یقین نہین ہوسکتا -) محقق حنفیہ کمال الدین ابن الہمام نے کہا ہے کہ ہمارے اوستاد سراج الدین

قال الشيخ محقق الحنفية كمال الدين ابن الهمام وكان شيخنا سراج الدين يعتقد قول الرازى وانكر ان يكون فساد الصلوة بذلك مرويا عن المتقدمين حتى ذكرته بمسئلة الجامع فى الذين تحروا فى الليلة المظلمة وصلى كل الى جهة مقتدين باحدهم فان جواب المسئلة ان من علم منهم بحال امامهم فسدت صلوته لاعتقاده ان امامه على الخطأ -

امام ابوبکر رازی کے قول کو (جسمین اعتقاد امام کو معتبر ٹہرایا ہے) پسند کرتے اور فساد نماز کا متقدمین ائمہ سے مروی ہونا تسلیم نہ کرتے یہانتک کہ مینے انکو (امام محمد کی) جامع کا یہہ مسئلہ جتایا کہ جو لوگ اندہیری رات مین الگ الگ سمت قبلہ مقرر کرکے نماز پڑہین اور ہر ایک کسی کسی جانب مونہہ کرلے اور وہ سب ایک امام کے مقتدی ہون تو انکی نسبت اس کتاب کا یہہ حکم ہے کہ جو شخص امام کا حال جانتا ہو (کہ وہ سمت قبلہ پر نہین) اسکی نماز صحیح نہین ہے کیونکہ اسکے اعتقاد مین اسکا امام خطاء پر ہے -

اس قول ابن الہمام سے اگرچہ یہہ بات ثابت ہوتی ہے کہ بعض مسایل مین اعتقاد مقتدی کا معتبر ہونا امام محمد سے مروی ہے مگر ساتھہ اسکے یہہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ خاصکر مسئلہ اقتدا

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

غیر محتاط ہین ان ائمہ سے کچھہ مروی نہین ہے اگر کچھہ اس باب مین ان سے مروی ہوتا تو شیخ ابن الہمام کے اوستاد سراج الدین اس سے انکار نہ کرتے - اور شیخ ابن الہمام بھی اس انکار کے جواب مین یہہ مسئلہ تحری قبلہ کے پیش نہ کرتے - بلکہ خاص اسی قول کو پیش کرتے - ومع ہذا جو کچھہ ابن الہمام نے ان کے انکار کے مقابلہ مین پیش کیا ہے اور اس سے اور بزعم خود اعتقاد مقتدی کا ملحوظ ہونا امام محمد سے ثابت کیا ہے یہہ امر متنازعہ فیہ سے کچھہ تعلق نہین رکھتا اور اسکی تائید کرتا ہے کیونکہ اسمین ایک امر قطعی الثبوت (استقبال کعبہ) مین امام و مقتدی کے مخالفت کے حکم کا بیان ہے جسمین مقتدی اپنے امام کو یقیناً خطا پر سمجھتا ہے اور متنازع فیہ امام و مقتدی کے ایسے اجتہادی امور مین مخالفت کا حکم ہے جسمین خطاء امام بالیقین معلوم نہین ہوسکتی) اسی نظر سے ملا علی قاری نے رسالہ اقتداء المخالف مین امام ابن الہمام کے اس قول کو نقل کرکے اسکا یہی جواب دیا ہے چنانچہ فرمایا ہے کہ

واجیب عن ھذا بان فساد صلوۃ المقتدی فی مسئلۃ التحری لا یستلزم فساد صلوتہ فیما ذکرہ الرازی لان المقتدی فی الصورۃ الاولی یعتقد ان امامہ اخطا فیما ھو قطعی الثبوۃ فی الصلوۃ وھو استقبال القبلۃ وفی الثانیہ یعتقد ان امامہ اخطاء فی امر ظنی مجتھد فیہ فشتان بینھما - (رسالہ اقتداء المخالف علی قاری)

مسئلہ تحری قبلہ مین مقتدی کی نماز فاسد ہونے سے اس صورت مین (جسکا امام رازی نے ذکر کیا ہے) مقتدی کی نماز کا فاسد ہونا ثابت نہین ہوتا کیونکہ پہلی صورت (تحری قبلہ) مین مقتدی امام کو ایسے امر مین خطا پر جانتا ہے جو قطعی الثبوت ہے اور دوسری صورت مین اسکو ایک امر ظنی مین خطا پر سمجھتا ہے پس اسمین اسمین بہت فرق ہے

یہہ ائمہ حنفیہ کے اقوال کی نقل ہے - اور جو اسباب مین صحابہ و تابعین و ائمہ ثلثہ امام مالک و شافعی و احمد بن حنبل وغیرہ کا قول و فعل منقول ہے وہ کتاب خادم زرکشی اور فتوی شیخ ابن تیمیہ حنبلی مین منقول ہے جسکا حاصل کتاب قول السدید ابن ملا فروخ مکی مین موجود ہے - یہہ مقام اسکی نقل و حمل سے قاصر ہے -

بقیہ مضمون
حدیث نبوی
اور
نیچری وعیسائی

تربد وجهه وقال هكذا او نحوه - متغیر ہوجاتا اور وہ حدیث بیان کرکے یہ کہدیتے ایسا ہی یا اسکی مانند آنحضرت صلعم نے فرمایا

انسؓ (صحابی) آنحضرت سے (کمی بیشی وتغیر کے خوف سے) کم روایت کرتے اور

وكان انس قليل الحديث عن رسول الله صلعم وكان اذا حدث عن رسول الله صلعم قال او كما قال رسول الله (اخرج هذه الآثار الثلثة الدارمي في كتابه المشهور بالمسند)

جب حدیث روایت کرتے یہہ بھی کہدیتے یا ایسا ہی کچھہ اور آنحضرت نے فرمایا ہو اِن تینون آثار کو دارمی نے روایت کیا ہے -

فاطمہ بنت المنذر (تابعیہ) سے صحیح بخاری مین ایک حدیث منقول ہو جسمین

عن فاطمة عن اسماء عن النبي صلعم فاوحى الي انكم تفتنون في قبوركم مثل او قريب لا ادري اى ذلك قالت اسماء من فتنة المسيح الدجال يقال ما علمك بهذا الرجل فاما المؤمن او الموقن لا ادري اى ذلك قالت اسماء فيقول هو محمد رسول الله جائنا بالبينات والهدى فاجبناه واتبعناه

یہہ ذکر ہے کہ قبر مین مومن اور منافق سے پوچھا جاویگا کہ تو اس شخص (محمدؐ رسول اللہ) کو کیا جانتا تہا مومن کہیگا مین انکو رسول جانتا تہا منافق کہیگا افسوس مین نہین جانتا اِس حدیث مین فاطمہ نے لفظ موءمن کے ساتہہ لفظ موقن کو (جس کے معنی یقین کرنے اور ایمان لانیوالے کے ہین) اور لفظ منافق کے ساتہہ لفظ مرتاب کو (جسکے معنی شک کرنے

هو محمد نبيّنا فيقال ثم صالحاً قد علمنا ان كنت لموقنا به واما المنافق او المرتاب لا ادري اي ذلك قالت اسماء الخ

اور مذبذب ہونیوالیکے ہین جو شک و نفاق کی صفت ہے) ذکر کیا اور ایک لفظ پر اکتفا نکیا۔

عبد اللہ بن مسعود سے صحیح مسلم وغیرہ مین مروی ہے کہ (خندق کے روز) مشرکین

عن عبد الله قال حبس المشركون رسول الله صلى الله عليه وسلم عن صلوة العصر حتى احمرت الشمس او اصفرت فقال رسول الله صلعم شغلونا عن الصلوة ملأ الله اجوافهم وقبورهم او حشى الله اجوافهم وقبورهم نارا۔ (صحیح مسلم)

نے آنحضرت کو نماز عصر سے روک رکہا یہانتک کہ آفتاب سرخ یا زرد ہوگیا تو آنحضرت نے فرمایا کہ خدایتعالی انکے پیٹون اور قبرون کو آگ سے بہرے اس حدیث مین ابن مسعود نے بہرنے کے معنی مین لفظ ملأ اور حشی دونونکا شک کے ساتہہ استعمال کیا دونونمین سے ایک لفظ

باوجود ہم معنے ہونیکے نرہنے دیا۔

ابن عمر (صحابی) سے دارمی نے روایت کیا ہے کہ عبید بن عمیر نے اُن کے

عن عبيد بن عمير انه حدث ابن عمر رض قال قال رسول الله صلعم مثل المنافق مثل الشاة بين الربضين او بين الغنمين فقال ابن عمر لا انما قال كذا وكذا۔ وكان ابن عمر اذا سمع من النبي صلى الله عليه وسلم لم يزد فيه ولم ينقص منه ولم يجاوزه ولم يقصر عنه۔

سامنے آنحضرت سے یہہ حدیث نقل کی کہ منافق کی مثال اس بکرے کیسی ہے جو دو ریوڑون مین پہرتی رہتی ہے اور ربضین کی جگہہ لفظ ربضین اور غنمین دونون کو شک کے ساتہہ استعمال کیا تو اونہون نے فرمایا یون نہین آنحضرت نے ایسا فرمایا آپ کی عادت تہی کہ جب وہ آنحضرت سے حدیث روایت کرتی تو اسمین کچہہ کمی زیادتی نکرتی

محمد بن سیرین (تابعی) سے دارمی نے نقل کیا ہے کہ ابن عون نے اُن سے

عن ابن عون قال کان الشعبی و النخعی والحسن یحدثون بالحدیث مرۃ ھکذا ومرۃ ھکذا فذکر ذلک لمحمد بن سیرین فقال اما انھم لو حدثوا بہ کما سمعوہ لکان خیرا لھم۔

کہا کہ شعبی اور نخعی اور حسن بصری کبہی حدیث کو ایک طرح روایت کرتے ہین کبہی اور طرح پر۔ ابن سیرین نے کہا کہ اگر وہ ویسی ہی روایت کرتے جیسے سنتے ہین تو انکے لئے یہہ امر بہتر ہوتا۔

ابو معمر (تابعی) سے دارمی نے نقل کیا ہے کہ اونہون نے کہا کہ مین لفظ حدیث مین

عن ابی معمر قال انی لا سمع الحدیث لحنا فالحن اتباعا لما سمعت۔

کچہہ غلط سنتا ہون تو اسکو بلحاظ اتباع سماع ویسی ہی غلط روایت کر دیتا ہون۔

اِس شک و تردد سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ و تابعین عموماً روایت بالمعنی پر اکتفا نہ کرتے نقل الفاظ کی سخت پابند تہے۔ اگر وہ صِرف معنی پر نظر رکہتے تو وہ مترادف الفاظ سے ایک لفظ کو روایت مین ضرور ترک کر دیتے انکے اِس تعامل و التزام الفاظ روایت سی (جسمین کسیقدر تشدد بہی ہے (جیسا کہ ابو معمر† کے فعل مین پایا جاتا ہے) یقیناً ثابت ہوتا ہے کہ حدیث کو بالمعنی روایت کرنیکا صحابہ و تابعین مین عام رواج نتہا اور مسئلہ جواز روایت بالمعنی پر عام عمل نہین ہوا بلکہ عام عمل اسی سی افضل اور بہتر (بلفظہ حدیث کو نقل کرنے) پر ہوا ہے بعض لوگون نے جو اس جواز پر عمل کیا ہے تو نہایت کم کیا ہے اور اسمین بھی کمال احتیاط سی شک و تردد کا اظہار کر دیا ہے۔ بعض علماء نے انکے اس تعامل و اظہار شک و تردد سے روایت بالمعنی کا عدم جواز استنباط کیا ہے مگر ہمکو اِس راے سے توافق نہین ہے ہمارے نزدیک اسکا مفاد و مستنبط صرف اسی قدر ہے کہ روایت بالمعنی کا ان کے زمانہ مین رواج عام نہ تہا۔ ایسا ھی ہمسے پہلے علماء نے

† کہ غلط لفظ سنا تو اسکو غلط ہی روایت کیا صحیح نکر دیا۔

سمجھا اور فرمایا ہے۔

علامہ تفتازانی نے کتاب تلویح مین فرمایا ہے کہ صحابہ اہل عدالت کے ظاہر حال

الظاهر من حال عدول الصحابة نقل الحديث بلفظه ولهذا نجد في كثير من الاحاديث شك الراوي وانما استفاض النقل بالمعنى بتقرر الحديث بالرواية والتدوين - (تلویح)

اور چال سے حدیث کو بلفظ نقل کرنا پایا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ ہم بہت سے احادیث مین راوی کا شک پاتے ہین۔ (یعنی اگر وہ روایت بالمعنی کا معمول رکھتے تو کسی لفظ کے اطلاق مین شک کیون کرتے) بالمعنی روایت کا رواج عام تو پیچھے ہوا ہے جبکہ حدیث کے الفاظ روایت اور تالیف سے مقرر ہو چکے۔

دراسات اللبیب مین کہا ہے اسمین شک نہین کہ صحابہ حدیث کے الفاظ بعینہا

ولا شك ان الصحابة رضي الله عنهم كانوا اكثر اعتناءً بحفظ الفاظ الحديث بعينها على بذل طاقتهم في ذلك نظرًا الى قوله صلى الله عليه وسلم في حديث التبليغ عنه فبلغ كما سمع ×× ومن شدة اعتنائهم في حفظ الالفاظ شكهم وترددهم بين اللفظين وعدم اقتصارهم على احدهما حتى ظن ذلك من الدليل على عدم صحة النقل بالمعنى في اللفظين المتقاربين جدًا في المعنى كما في حديث عبد الله بن مسعود في حديث

یاد رکھنے کیطرف حتی الوسع سخت توجہ رکھتے اسمین وہ آنحضرت کے اس ارشاد کو جو تبلیغ روایت کی تاکید مین آپنے فرمایا ہے کہ "جیسی روایت سنو ویسی پہنچاوے" ملحوظ رکھتے انکی اس سخت توجہ پر ایک یہہ دلیل ہے کہ وہ دو لفظون مین شک و تردد ظاہر کرتے ان مین سے ایک لفظ پر اکتفا نہ کرتے حتی کہ اُن کے اس فعل کو عدم جواز روایت بالمعنی پر دلیل سمجھا گیا ہے۔ چنانچہ عبداللہ بن مسعود کی حدیث نماز وسطی مین لفظ ملاء اللہ اور حشی اللہ جن دونون

الوسطی ملاء الله اجوافهم وقبورهم
نارًا او حشی الله اجوافهم وقبورهم
نارًا - قال ابن عبد البر الاول اصح ولعل
تقائل ان یقول فیه متمسك لعدم
روایة الحدیث بالمعنی فان ابن مسعود
تردد بین ملاء الله او حشی الله ولم
یقتصر علی احد اللفظین مع تقاربهما
فی المعنی قال والجواب ان بینهما تفاوتا
فان قوله حشی الله یقتضی من التزاکم
وکثرة الجزء المحشو ما لا یقتضیه ملاء
وقد قیل ان شرط الروایة بالمعنی ان
یکون اللفظان مترادفین لا یقصر
احدهما عن الاخر

لفظون کے معنی پر کرنے کے ہین دونون
شک کے ساتھہ استعمال ہوئے ہین - امام ابن
عبد البر نے کہا ہے کہ شاید کوئی کہے کہ اسمین
روایت بالمعنی کے جایز نہ ہونے پر تمسک
ہوسکتا ہے کیونکہ ابن مسعود نے لفظ ملاء اللہ
اور حشی اللہ مین تردد کیا انمین سے ایک لفظ
پر باوجودیکہ وہ قریب المعنی ہین اکتفا نہ کیا
پھر کہا اس کا جواب یہہ ہے کہ ان دونون الفاظ
مین فرق ہے لفظ حشی اللہ مین ٹھوسنے کے
معنی پائے جاتے ہین جو لفظ ملاء مین نہین
ہین اور بالمعنی روایت کی شرط یہہ ہے
کہ دونون لفظ معنون مین برابر ہون ایک
دوسرے سے قاصر نہ ہو

اِس تعاقل صحابہ کو اور ثقات نے بھی ذکر کیا ہے انکی عبارات کو عنقریب نقل کیا جاویگا
اور جس حدیث کا صاحب دراسات نے اس تعاقل کے تائید مین حوالہ دیا ہے اسکا پورا

عن ابن مسعود قال قال رسول الله
صلی الله علیه وسلم نضر الله عبدا سمع
مقالتی فحفظها ووعاها فرب حامل
فقه غیر فقیه ورب حامل فقه
الی من هو افقه منه - (رواه الترمذی وابو داود وغیرهما)

مضمون یہہ ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے
خدا اُس شخص کو خوش رکھے جس نے میری بات
کو سنا اور پھر اسکو یاد رکھا اور دوسرے
کو پہنچا دیا کیونکہ بہت لوگ سمجھہ کی بات سننے
والے خود سمجھہ دار نہین ہوتے اور بہت
لوگ اس بات کو ایسے لوگون کو پہنچاتے ہین جو اِن سے زیادہ سمجھہ دار ہوتے ہین -

اسحدیث سے بھی بعض بزرگون نے عدم جواز روایت بالمعنی استنباط کیا ہے چنانچہ امام رازی نے کتاب محصول مین کہا ہے کہ مخالف روایت بالمعنی کے عدم جواز پر نص اور عقلی دلیل سے استدلال کرتا ہے

احتج المخالف بالنص والمعقول اما النص فقوله رحم الله امرءً اسمع مقالتي فوعاها ثم اداها كما سمعه - قالوا ادائه كما سمعه هو اداء اللفظ المسموع ويصل الفقه من هو افقه منه ومعناه والله اعلم ان الافقه ربما فطن بفضل فقهه من فوايد اللفظ لما لم يفطن له الراوي لانه ربما كان دونه في الفقه (المحصول)	نص تو یہہ قول نبوی ہے کہ خدا تعالی اس شخص کو خوش رکھے جو میری بات کو سُنے اور نگاہ رکھے پہر اسکو جیسی سُنے ویسی پہنچاوے وہ کہتے ہین جیسی سُنے ویسی پہنچانا تب ہی متصور ہے جبکہ بعینہ سُنے ہوئے لفظ کو سُنا اور پہنچا دیا جاوے اسمین سمجھدار اپنی سمجھ سے وہ فواید نکالیگا جنکو کم سمجھ راوی سمجھ نہین سکتا -

ایساصی طیبی نے کتاب خلاصہ مین اسحدیث سے عدم جواز روایت بالمعنی استنباط کیا ہے ولیکن ہمکو اس استنباط سے بہی توافق نہین ہے ہمارے نزدیک اسحدیث سے صرف اسقدر مستفاد ہوتا ہے کہ حدیث کا بلفظہ نقل کرنا افضل ہے - اور اس افضل پر صحابہ کا (جو طاعت واعمال فضیلت کے کمال شایق وراغب تہے) عمل رہا ہے چنانچہ صاحب دراسات نے بیان کیا ہے اور اگر کسی نے احیانًا اس افضل کو ترک کرکے روایت بالمعنی کو اختیار کیا ہے تو بخوف تغیر مراد اسکے اخیر مین یہہ کہدیا ہے کہ آنحضرت نے یہہ فرمایا ہے یا ایساصی کچھہ اور فرمایا ہے جس سے محدثین نے ایک عام قاعدہ نکال لیا ہے کہ جو شخص بالمعنی روایت کرے وہ اسکے اخیر مین ایسے الفاظ کہدیا کرے چنانچہ امام ابن الصلاح کی کتاب علوم الحدیث مین فرمایا ہے جو شخص حدیث کو بالمعنی روایت کرے اسکے اخیر

السادسة ينبغي لمن روى حديثا	مین ایسے الفاظ کہدیا کرے کیونکہ یہہ الفاظ

حدیثا بالمعنی ان یتبعد بان یقول او کما قال او نحوہ وما اشبہ ذلک من الالفاظ روی ذلک عن ابن مسعود وابی الدرداء وانس رض قال الخطیب والصحابۃ ارباب اللسان واعلم الخلق بمعانی الکلام ولم یکونوا یقولون ذلک الا خوفا من الزلل لمعرفتھم بما فی الروایۃ علی المعنی من الخطر۔

ابن مسعود وابی الدرداء وانس وغیرہ سے مروی ہین خطیب بغدادی نے کہا ہے صحابہ اہل زبان عرب تھے اور سب لوگون سے معنی کلام عرب کو زیادہ جاننے والے وہ ان الفاظ کو بخوف لغزش استعمال کرتے کیونکہ وہ اس خوف کو جو روایت بالمعنی ہین ہے پہچانتے تہے۔

بالجملہ صحابہ وتابعین کے تعامل اور اس تعامل کے اصل ودلیل سے ثابت ہوتا ہے کہ بالمعنی روایت کا صحابہ مین عام رواج نہ تہا بعض لوگون سے یہہ عمل پایا گیا ہے سو بہی نہایت کم۔

اب رہی انسے پچہلے محدثین وکتب حدیث کے مصنفین جنکے زمانہ مین الفاظ حدیث مقرر ومنضبط ہوجانیکے سبب روایت بالمعنی کا رواج ہوگیا تہا چنانچہ عبارت تلویح سے جو صفحہ (۳۴) منقول ہوئی معلوم ہوتا ہے انکی نسبت بہی عام رواج روایت بالمعنی کا دعوی تو کسیوجہہ سے صحیح نہین ہوسکتا۔ البتہ یہہ تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ ان کے زمانہ مین بہ نسبت سابق کسیقدر زیادہ اسکا رواج ہوگیا تہا مگر اس سے انکی کل مرویات کا یا خاص ان حدیثون کا جنکو اونہون نے بالمعنے روایت کیا ہے یقینی اعتبار کے لایق ہونا ثابت نہین ہوتا۔ جن لوگون نے بالمعنی روایت کی ہے ان کے نزدیک اس روایت کے لئے ایسی احتیاط کی سخت شرطین مقرر ہین کہ ان کی شروط کے لحاظ سے معنی مراد ہین کبہی تغیر واقع نہین ہوتا اور نہ اس روایت کا جو بالمعنی مروی ہے اعتبار کم ہوتا ہے۔

وہ شروط کئی ہین جن سبکا مآل وماحصل یہہ ہے کہ حدیث کو بالمعنی وہی شخص روایت کرے

جو کلام و محاورات عرب سے خوب واقف و ماہر ہو اور ان تغیرات کو جو تقدیم و تاخیر و تعریف و تنکیر و فصل و وصل و تخصیص و تعمیم و ایجاز و اطناب وغیرہ وجوہات کے اختلاف سے کلام میں واقع ہوتے ہیں پہچانتا ہو

چنانچہ امام فخر الدین رازی محصول میں فرماتے ہیں پانچوان مسئلہ حدیث کو بالمعنی

المسئلة الخامسة يجوز نقل الخبر بالمعنى وهو مذهب الشافعي وابي حنيفة وابي الحسين البصري خلافا لابن سيرين وبعض المحدثين ولكن بشرائط ثلثة اولها ان لا تكون الترجمة قاصرة عن الاصل في الافادة وثانيها ان لا يكون فيها زيادة ولا نقصان وثالثها ان يكون الترجمة مساوية للاصل في الخفاء والجلاء لان الخطاب تارة يقع بالمحكم وتارة بالمتشابه لحكم واسرار اشتمائل الله بعلمها فلا يجوز تغييرها عن وضعها (محصول)

روایت کرنا جایز ہے اور یہی شافعی و ابو حنیفہ و ابو الحسین بصری کا قول ہے حسین ابن سیرین (تابعی) اور بعض محدثین کا خلاف صحیح لیکن جواز کے لئے تین شرطین ہیں ایک یہہ کہ وہ لفظ جسمین معنی اصل لفظ کو بیان کیا جاتا ہے معنی کے بیان میں اصل لفظ سے کمتر نہو دوسری یہہ کہ اسمین کچھہ زیادتی و نقصان نہو تیسری یہہ کہ وہ لفظ اصل لفظ سے ظاہر المعنی و خفی ہونے میں برابر ہو کیونکہ شارع کا خطاب کبھی واضح و یقینی نص سے ہوتا ہے کبھی متحمل الفاظ سے - اُن حکمتون اور بھیدون کی نظر سے جنکو غیر خدا کوئی نہین جانتا اِسلئے ان کو اصل وضع سے بدلنا جایز نہین -

اور امام ابن الصلاح نے علوم الحدیث مین فرمایا ہے پانچوین تفریع جب کوئی

والخامس اذا اراد رواية ما سمعه على معناه دون لفظه فان لم يكن عالما عارفا بالالفاظ ومقاصدها

اپنی سُنی ہوئی روایت کو بالمعنی اصل الفاظ کے سوای نقل کرنا چاہے تو اگر وہ عالم نہین ہے جو الفاظ و اغراض

(باقی آیندہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah.